سوال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے والی لونڈی کو قتل کرنے والے نبینا شخص کی حدیث کے بارہ میں

جواب

لحمد للہ.

ں میں مذکور حادثہ کے متعلق درج ذیل نقاط میں کلام کی جائیگی :

ں :

ں حدیث کا حکم :

ر (4361) میں روایت کیا ہے، اور اسی طریق سے دار قطنی (112/3) نے بھی اور دوسرے طریق سے بھی مروی ہے.

ر (4070) اور السنن الکبری (304/2) اور ابن ابی عاصم نے الدیات میں حدیث نمبر (249) اور طبرانی نے معجم الکبیر (351/11) اور امام حاکم نے مستدرک الحاکم (394/4) اور بیھقی نے سنن الکبری (60/7) میں روایت کی ہے، سب نے عثمان الشحام عن عکرمۃ عن ابن عباس

ں کے رواۃ ثقات ہیں، اسی لیے ابوداود اور نسائی نے اس حدیث کو روایت کرنا قبول کیا ہے، اور اس پر سکوت اختیار کیا ہے، اور امام احمد نے بھی، اور مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"امام احمد نے اس سے اپنے بیٹے عبداللہ کی روایت میں اس سے حجت پکڑی ہے" انتھی

ر (208/7).

م (363) میں اسے صحیح کہا ہے، اور کہا ہے اس کے رواۃ ثقات ہے.

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند صحیح اور مسلم کی شرط پر قرار دی ہے.

ں (91/5). انتھی.

س کی شاہد وہ روایت ہے جو شعبی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا :

یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور آپ پر سب وشتم کرتی تھی، تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مرگئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل قرار دیا"

ر (4362) اس طریق سے ہی بیہقی نے سنن الکبری (60/7) میں اور ضیاء المقدسی نے المختارۃ (169/2) میں روایت کی ہے.

خ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

سند صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے، لیکن انقطاع کی وجہ سے علامہ البانی نے ضعیف ابوداود میں اسے ضعیف قرار دیا ہے.

ہے کہ اس پر مرسل کا حکم لگایا جائے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

دار قطنی علل میں کہتے ہیں : شعبی نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک حرف کے علاوہ کچھ نہیں سنا، جو دوسرے نے نہیں سنا"

نھوں نے اس سے وہ روایت مراد لی ہے جو امام بخاری نے ان سے رجم والی روایت بیان کی ہے جو علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے جب انہوں نے ایک عورت کو رجم کیا تو کہنے لگے : میں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ پر رجم کیا ہے" ابن حجر کی کلام ختم ہوئی.

ب (68/5).

کثر اہل علم کے ہاں شعبی رحمہ اللہ کی مراسیل قبول ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی "الصارم المسلول" میں کہتے ہیں :

اللہ تعالی عنہ کو دیکھا ہے، اور ان سے شراحۃ الھمدانیۃ والی حدیث روایت کی ہے، اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں شعبی کی عمر بیس برس کے قریب تھی، اور وہ کوفی ہیں، ان کی لقاء ثابت ہے، تو حدیث متصل ہوگی، پھر اگر اس میں ارسال بھی ہو تو بالاتفاق حجت ہے، کیونکہ شعبی کا علی سے سماع بعید ہے کہ

ں (65).

ں (120/4) میں ہے وہ بیان کرتے ہیں :

بیصہ بن عقبہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں یونس بن ابی اسحاق نے ابواسحاق سے حدیث بیان کی، وہ عبداللہ بن معقل سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں :

یں ایک انصاری کی پھوپھی جو یہودی تھی کے پاس ٹھرے، وہ ان کے ساتھ نرمی برتتی اور بڑی رفیق تھی، لیکن اللہ اور اس کے رسول کے متعلق انہیں اذیت دیتی، تو انہوں نے اسے پکڑ کر مارا اور قتل کر دیا، اس کا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو ابن ام مکتوم کہنے لگے :

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اگرچہ وہ میرے ساتھ بڑی نرم دل تھی، لیکن اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بڑی اذیت دی تو میں نے اسے مارا اور قتل کر دیا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

"اللہ تعالی نے اسے دور کر دیا، میں نے اس کا خون باطل کر دیا"

ں سند کے راوی ثقہ ہیں.

ب مجموعی روایات سے حاصل یہ ہوا کہ : اصل میں یہ قصہ سنت نبویہ میں ثابت ہے .

لیکن کیا یہ ایک واقعہ ہے یا کئی ایک واقعات ہیں ؟

یہی ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اسی قول کی طرف مائل ہیں ان کا کہنا ہے :

'اس پر یعنی اس حادثہ کے ایک ہونے پر امام احمد کی کلام بھی دلالت کرتی ہے؛ کیونکہ عبد کی روایت میں ان سے کہا گیا :

جب ذمی آدمی سب و شتم کرے تو اسے قتل کرنے میں احادیث وارد ہیں ؟

ب دیا : جی ہاں ، ان احادیث میں اس نابینا والی حدیث بھی شامل ہے جس نے عورت کو قتل کیا تھا ، وہ کہتے ہیں اس نے سنا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کر رہی ہے ، پھر عبد اللہ نے ان سے دونوں حدیثیں روایت کی ہیں .

تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ : اس طرح کے دو قصے دونوں نابینوں کے ساتھ پیش آنا ہر ایک کے ساتھ عورت اچھا سلوک کرتی تھی لیکن اس کے ساتھ وہ بار بار سب و شتم کا بھی شکار تھی ، اور دونوں نابینوں نے اکیلے ہی عورت کو قتل کیا ، اور دونوں واقع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قسم دی ،

ں (72-73) اختصار کے ساتھ .

روایات میں اس یہودی کو قتل کرنے کے طریقہ میں اختلاف میں جو اشکال ہے کہ آیا اسے گھلا گھونٹ کر قتل کیا گیا یا کہ تلوار گھونپ کر ؟ یہ اشکال باقی رہتا ہے .

ن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس میں دو احتمال ذکر کیے ہیں :

تمال ہے کہ ابن ام مکتوم نے پہلے گلا گھونٹا اور پھر تلوار گھونپ دی .

وسرا احتمال یہ ہے کہ : کسی ایک روایت میں غلطی کا وجود ہے .

ں (72).

م :

یں اس کی دلیل نہیں ہے کہ لونڈی کے پیٹ میں بچہ تھا ، اور جو کوئی بھی سیاق و سباق سے ایسا سمجھتا ہے اس نے غلطی کی ہے ، بعض روایات کے الفاظ میں : " تو اس کی ٹانگوں کے پاس بچہ گر گیا اور وہاں وہ خون سے لت پت ہو گیا "

ہ کسی بھی طرح اس پر دلالت نہیں کرتا؛ بلکہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے دو بچوں میں سے ایک تھا جن کے اوصاف بھی نابینے نے بیان کرتے ہوئے کہا :

" دو موتیوں کی طرح "

ہ شفقت کے ساتھ اپنی ماں کے پاس آیا اور خون میں لت پت ہو گیا ، اس کی دلیل یہ ہے کہ طبرانی کی ایک روایت کے الفاظ ہیں :

" تو اس کے دونوں بچے اس کی ٹانگوں کے پاس خون میں لت پت ہو گئے "

ثنیہ کے ساتھ دو بچوں کا ذکر ہے ، اور بیہقی کی روایت میں بھی ہے :

" تو اس کے دونوں بچے اس کی ٹانگوں کے پاس خون میں لت پت ہو گئے "

ہ (201) میں بھی درج ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے :

کہتے ہیں : میں مصعب الزبیری کو سنا وہ کہہ رہے تھے :

لخطمی صحابی نہیں ، وہ کہتے ہیں : یہ وہی ہے جس کی ماں کو نابینے نے قتل کیا تھا ، اور یہ وہی بچہ ہے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان گرا تھا ، جس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کیا تھا . انتہی

ندہ بچہ مقتول نہ تھا ، اور پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ شریعت ایسا عمل اور قانون لائے کہ بچہ ماں کی سزا کا متحمل ٹھرے ، اور پھر اللہ تعالی کا تو فرمان یہ ہے :

ی کسی دوسرے کا بوجھ اور گناہ نہیں اٹھائیگا .

ر (416) میں بیان کی ہے ، اور حفاظ نے عثمان الشحام کی روایت میں مناکیر کی موجودگی کی بنا پر نقد کیا ہے ، جیسا کہ یحیی القطان کہتے ہیں : کبھی معروف اور کبھی منکر بیان کرتا ہے ، اور میرے پاس وہ نہیں .

ں قوی نہیں ، اور دار قطنی کہتے ہیں : بصری اور معتبر ہے ، یہ سب قصہ میں مذکور تفاصیل میں شک اور توقف واجب کرتا ہے ، لیکن یہ اس درجہ تک نہیں پہنچتا کہ اصل روایت ہی رد کر دی جائے اور حادثہ کے وقوع کی نفی کر دی جائے ، اس کے علاوہ بھی اس کے کئی شواہد آئے ہیں جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے ، اور

م :

مہ میں اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں کے عدل و انصاف کی دلیل پائی جاتی ہے جو ان کے ساتھ کیا جاتا تھا ، جسے شریعت مطہرہ نے سب جہانوں کے لیے بطور رحمت بنا کر لائی ہے .

لے یہودیوں کے حقوق محفوظ ہیں اور کوئی بھی شخص انہیں اذیت و تکلیف نہیں دے سکتا ، اسی لیے جب لوگوں نے ایک یہودی عورت کو قتل پایا تو لوگ ہڑبڑا گئے اور اسکا معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جنہوں نے ان یہودیوں کو معاہدہ اور امان دے رکھی تھی ، اور ان سے جزیہ نہیں لیتے تھے ، چنانچہ ر

اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کئی ایک بار معاہدہ توڑا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے اذیت پہنچائی ہے تو وہ اپنے تمام حقوق سے محروم کر دی گئی ، اور بطور حد قتل کی مستحق ٹھری جو شریعت مطہرہ ہر اس شخص پر لاگو کرتی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کرے ، چاہے مسلمان

تہ (1398/3).

سئلہ کہ : مرتد کی حد لاگو کرنا حکمران یا اس کے نائب سے ساتھ مخصوص ہے ، اس اشکال کو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :

" اور باقی یہ رہ جاتا ہے کہ : حدود کا نفاذ امام یعنی حکمران یا اس کے نائب کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ؟

ں کا جواب کئی ایک وجوہ سے ہے :

لی وجہ :

ب کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے غلام پر حد لاگو کرے اس کی دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

"تم اپنے غلاموں پر حدود کا نفاذ کرو"

بر (736) شیخ ارناؤوط نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ اس طرف مائل ہیں کہ یہ جملہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی کلام میں سے ہے.

ں (2325).

ہ فرمان :

"جب تم میں سے کسی ایک کی لونڈی زنا کرے تو وہ اسے حد لگائے"

بر (4470) یہ صحیحین میں ان الفاظ کے ساتھ ہے "تو وہ اسے کوڑوں کی حد لگائے"

ں اختلاف کا مجھے علم نہیں کہ اسے حد لگانے کا حق حاصل ہے، مثلا زنا اور قذف وبہتان اور شراب نوشی کی حد، اور مسلمانوں کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اسے تعزیر لگائے، اس میں وہ اختلاف کرتے ہیں کہ آیا اسے قتل کرنے یا ہاتھ کاٹنے کا حق حاصل ہے، مثلا مرتد ہونے والے کو قتل کرنا، یا نبی کر؛

ں میں امام احمد سے دو روایتیں ہیں :

ائز ہے، اور یہ امام شافعی سے بھی بیان کردہ ہے.

ہ ہے : جائز نہیں، اور اصحاب شافعی سے دو میں سے ایک وجہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے غلام کا چوری کی بنا پر ہاتھ کاٹا تھا، اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جادو کا اعتراف کرنے والی اپنی ایک لونڈی کو قتل کیا تھا، اور یہ ابن عمر کی رائے

سری وجہ :

زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ امام کے معاملات میں دخل اندازی ہے، اور امام کو حق حاصل ہے کہ جس نے اس کے بغیر کسی واجب میں حد لاگو کی اسے معاف کر دے.

سری وجہ :

یہ حد ہے، اور وہ حربی کو قتل کرنا بھی ہے؛ تو یہ اس کے مرتبہ میں ہوا کہ اس حربی کو قتل کرنا جس کو قتل کرنا حتمی تھا، اور یہ ہر ایک کو قتل کرنا جائز ہے ...

تھی وجہ :

ئ کا واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوا ہے، مثلا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اس منافق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر قتل کرنا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوا تھا، تو اس کے اقرار میں قرآن نازل ہوا.

اسیطرح بنت مروان جسے اس مرد نے قتل کر دیا تھا حتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ اور اس کے رسول کا مددگار کا نام دیا، یہ اس لیے کہ جسے کسی معنی یعنی دین کے خلاف چال اور مکر کرنے اور دین کو خراب کرنے کی بنا پر قتل کرنا واجب ہو چکا ہو، وہ اس جیسا نہیں جس نے کسی شخص کو معصیت ونا

ں (285-286).

واللہ اعلم.